

50008 - کیا بچے کو دودھ پلانے کے لیے روزہ نہ رکھنا افضل ہے یا کہ دودھ نہ پلائے اور روزے رکھے ؟

سوال

میرا دس ماہ کا بچہ ہے اور اب رمضان بھی آگیا ہے میں روزے بھی رکھنا چاہتی ہوں ، لیکن کچھ دن قبل میں نے پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا تو مجھے بہت کمزوری ہوگئی اور میں نڈھال ہوگئی تھی ، تو کیا میرے لیے جائز ہے کہ بچے کو دودھ نہ پلاؤں بلکہ روزے رکھوں یا یہ افضل ہے کہ میں دودھ پلانے کی وجہ سے روزے نہ رکھوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول :

سوال نمبر (50005) کے جواب میں یہ بیان ہوچکا ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنے آپ یا بچے کو نقصان ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا افضل ہے ، اور ایسی عورت کے لیے روزہ رکھنا مکروہ ہے ۔

بلکہ بعض اہل علم تو یہ کہتے ہیں : کہ جب اسے اپنے بچے کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس کے لیے روزہ رکھنا حرام ہے اور اس پر واجب ہے کہ روزہ نہ رکھے ، اس لیے کہ اس کے لیے کوئی ایسا کام کرنا جائز نہیں جو اس کے بچے کو ضرر دے ۔

دوم :

جب بچہ ماں کے دودھ سے مستغنی ہو اور اسے دودھ کی ضرورت نہ ہو تو عورت روزہ رکھے گی اور اس وقت عدم ضرورت ہونے کی بنا پر روزہ افطار نہیں کرسکتی ۔

مرداوی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

جب بچہ دودھ پینے سے مستغنی ہو تو ماں کے لیے روزہ ترک کرنا جائز نہیں ہے ۔ اھ کچھ کمی وبیشی کے ساتھ

دیکھیں : الانصاف للمرداوی (7 / 383) -

سوم :

اگر توسوال میں آپ کے قول " بچے کو دودھ پلانا چھوڑ دوں " کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہیں تو اس میں بچے کی حالت دیکھی جائے گی ، اگر تو دودھ چھڑانے سے نقصان ہوتا ہو تو پھر ایسا قدم اٹھانا جائز نہیں ، اور اگر اسے کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچتا تو دودھ چھڑانے میں کوئی حرج والی بات نہیں لیکن اس میں بھی بچے کے والد سے مشورہ کرنے اور متفق ہونے کے بعد عمل کرنا ہوگا ۔

اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

{ جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرنے کا ہو وہ مائیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں ، اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ دستور کے مطابق ان کا روٹی کپڑا ہے ، ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس کی طاقت ہو ، ماں کو اس کے بچہ کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے ۔

وارث پر بھی اس جیسی ہی ذمہ داری ہے ، پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں ، اور اگر تمہارا ارادہ اپنی اولاد کو دودھ پلوانے کا ہو تو بھی تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کو دستور کے مطابق جو دینا ہو ان کے حوالے کر دو ، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے { البقرة (233) ۔

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں :

قوله تعالیٰ : **فان ارادا فصلا** یہاں " ارادا " میں ضمیر والدین کے لیے ہے اور " فصلا " کا معنی ہے کہ وہ دودھ چھڑانا ، یعنی بچہ ماں کے دودھ سے کسی دوسری غذا کو استعمال کرنا شروع کر دے ۔

دونوں کی رضامندی سے " یعنی دودھ پلانے کی مدت دو برس مکمل ہونے سے قبل ہی " فلا جناح علیہما " یعنی دودھ چھڑانے میں ان پر کوئی حرج نہیں ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مدت رضاعت دو برس مقرر کی ہے لیکن اگر والدین دودھ چھڑانے پر متفق ہوں جس میں بچے پر کوئی ضرر نہ ہو تو اس وقت جائز ہے ۔ اھ کچھ کمی و بیشی کے ساتھ ۔

ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر میں سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا :

جب والد بچے کا دو برس سے قبل ہی دودھ چھڑانا چاہے اور ماں اس پر راضی نہ ہو تو اسے کوئی حق نہیں کہ وہ اکیلا ہی دودھ چھڑائے ، اور اگر عورت کہے کہ میں دو برس سے قبل بچے کا دودھ چھڑانے لگی ہوں اور والد اس کا انکار کرے تو ماں کو بھی اس کا حق حاصل نہیں کہ وہ باپ کی رضامندی کے بغیر دودھ چھڑا دے دونوں کا رضامند ہونا

ضروری ہے ۔

اور اگر وہ دونوں ہی دوبرس سے قبل بچے کا دودھ چھڑانے پر رضامند ہو جائیں تو چھڑا سکتے ہیں ، لیکن اگر ان کا آپس میں اختلاف ہو تو ایسا نہیں کر سکتے ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

لہذا اگر وہ دونوں رضامندی سے اور باہمی مشورہ سے دودھ چھڑانا چاہیں ۔

دیکھیں تفسیر طبری حدیث نمبر (3913) ۔

لیکن اگر بچے کو دودھ نہ پلانے سے مقصد یہ ہو کہ اسے ماں کے دودھ سے فیڈر کے ساتھ دودھ پلایا جائے تو اس میں بھی بچے کو طبعی دودھ کے فوائد سے محروم کرنا ہے اور اس میں بچے کی مصلحت نہیں پائی جاتی کیونکہ اس کا ثبوت بھی مل چکا ہے ، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کو ماں کا دودھ پلانے میں بہت سے فوائد ہیں اور اس میں بہت اہمیت ہے ۔

اس حالت میں والدہ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلانے کے لیے روزہ نہ رکھے ، بلکہ اسے روزہ رکھنا جائز نہیں اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ وہ اپنا دودھ چھوڑ کر فیڈر کے ذریعہ مصنوعی دودھ پلائے ۔

آپ مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (20759) کے جواب کا مطالعہ کریں

واللہ اعلم .